

بھوک اور جھوٹ
www.KitaboSunnat.com
سلیم رؤف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔

- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عطا اس کی قلم نامِ خدا سے میں چلاتا ہوں
نیا مفہوم ملتا ہے میں آگے لکھتا جاتا ہوں

اللہ بزرگ و برتر کا احسانِ عظیم ہے کہ اس نے مجھے یہ ننھی منی تحریریں لکھنے کی توفیق عطا فرمائی اور پھر ان میں اتنا اثر اور برکت دی کہ اب تک تقریباً ایک کروڑ افراد ان کا مطالعہ فرما چکے ہیں، مختلف زبانوں میں تراجم ہوئے، ہزاروں خطوط موصول ہوئے، لاکھوں بہن بھائیوں نے فون پر رابطہ کیا، ہزاروں خود تشریف لائے اور بتایا کہ کس طرح اللہ کی توفیق سے ان تحریروں نے انکی زندگی کا رخ بدلا۔

لاہور: ''بسنت سے ایک دن پہلے 40 ہزار روپے کی ڈور اور پتنگیں خرید کر لایا تو ایک دوست نے ''واہ رے مسلمان'' پکڑاتے ہوئے بڑے پیار سے کہا ''بھائی! مہربانی فرما کر آج رات اسے پڑھ کر سونا''۔ پڑھتے ہی میرے تو تن بدن میں آگ سی لگ گئی، میں اُسی وقت ڈور اور پتنگیں واپس کرنے چلا گیا۔ دوکاندار کہنے لگا اب آدھی قیمت پر واپس لوں گا۔ میں نے اس سے 20 ہزار روپے لئے اور قریبی مسجد میں جمع کروا دیئے''۔

گوجرانوالہ: ''نمازِ جمعہ کے بعد مسجد کے باہر ایک صاحب ''ننھا مبلغ'' تقسیم کر رہے تھے۔ میں بھی لے کر گھر پہنچا۔ چھوٹی بیٹی نے پڑھنا شروع کیا تو سب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اُسی وقت سب نے فیصلہ کیا کہ آئندہ اس گھر میں کبھی ٹی وی نہیں چلے گا''۔

سیالکوٹ: ''صبح اٹھا تو حیران رہ گیا کہ بچوں نے ڈور اور پتنگوں کو صحن میں آگ لگائی ہوئی تھی۔ بیوی نے بتایا کہ رات کو ''واہ رے مسلمان'' پڑھ رہے تھے۔ میں نے اُسی وقت فیصلہ کیا کہ ایسی پر اثر تحریر ہر گھر میں ہونی چاہیے۔ آپ مجھے 20 ہزار کتابچے ابھی بھیج دیں''۔

فیصل آباد: ''سلیم بھائی! تمام کتابچوں کے 500 سیٹ ابھی بھیج دیں۔ کل ایک دوست کی شادی ہے۔ میری خواہش ہے کہ میرج ہال کے گیٹ پر ہر مہمان کو ایک ایک سیٹ لفافے میں پیک کر کے تحفہ دوں''۔

بہاولپور: ''بھائی! اتنا لمبا سفر کر کے صرف آپ کو مبارک باد دینے آیا ہوں یقیناً آپ سن کر خوش ہوں گے کہ پچاس سال تک داڑھی مونڈتا رہا مگر ''شیطان سے انٹرویو'' پڑھنے کے بعد اب اللہ کے فضل سے داڑھی رکھ لی ہے''۔

لیہ: ''بھائی جان! اللہ کی توفیق سے آپکی تحریر ''اندر جانا منع ہے'' نے میری اور میری کزن کی زندگی بدل کر رکھ دی۔ الحمدللہ! اب ہم دونوں پردے کا بہت خیال رکھتی ہیں اور ہر نماز کے بعد آپکے لئے دعا کرتی ہیں''۔

کویت: ''ایک دوست کو کتابچے دیئے تو مسکرا کر کہنے لگا! ''یہ تو میں دورانِ قید سنٹرل جیل کویت میں پڑھ چکا ہوں جہاں یہ قیدیوں کیلئے عربی اور انگریزی تراجم میں بھی موجود تھے''

سعودی عرب: ''ننھا مبلغ'' پڑھتے ہی ارادہ کیا کہ پاکستان جاتے ہی آپ سے ملاقات کروں گا۔ آپ سن کر حیران ہوں گے کہ اب تک تقریباً ایک لاکھ فوٹو کاپیاں جدّہ شہر کے ایک ایک دفتر، دکان اور گھر میں تقسیم کر چکا ہوں''۔

ہندوستان: ''سلیم بھائی! دو ہزار کتابچے بذریعہ ڈاک اتر پردیش بھیج دیں۔ 23 تاریخ کو ایک شادی میں تقسیم کرنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید لکھنے کی توفیق عطا فرمائے'' (آمین)

امریکہ: ''بھائی جان! دس ہزار روپے بھیج رہی ہوں۔ آپ یہ کتابچے کسی مناسب جگہ تقسیم فرمادیں تاکہ لوگوں کی اصلاح ہو اور یہ کام میرے لئے صدقہ جاریہ بنے''۔ (آمین)

لندن: ''بھائی آپ کو مبارک ہو کہ میں ابھی ایک بڑے اجتماع سے واپس آرہی ہوں جہاں الحمدللہ آپ کی تحریر ''اور میں مر گیا'' پڑھ کر سنائی گئی، جسے لوگوں نے بہت پسند کیا''۔

اللہ تعالیٰ اُن تمام بہن بھائیوں کے مال، جان اور اولاد میں برکت دے جنہوں نے ان تحریروں کی تقسیم میں خصوصی دلچسپی لی۔ اللہ تعالیٰ میری والدہ محترمہ کی عمر میں خیر و برکت عطا فرمائے اور میرے والد گرامی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے جو 14 مئی 2005 کی صبح لیاقت باغ گوجرانوالہ سے سیر کر کے گھر تشریف لا رہے تھے کہ اچانک چاند گاڑی لگنے سے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

محتاجِ دعا و اصلاح
محمد سلیم یوسف
0300-6404457
0321-6404457

بھوک اور جھوٹ

''کھانا کھائیں گے''......؟

''تھینک یُو...... مجھے بھوک نہیں ہے''۔

''حمزہ بھائی! پھر تم کہو گے کہ تمہیں تو ہر بات میں ٹانگ اڑانے کی عادت ہے...... بہر حال تم کچھ بھی کہو...... میں تو اللہ کی توفیق سے اصلاح کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔

میرے بھائی! کیا ہی بہتر ہوتا اگر تھینک یُو کی جگہ آپ ان الفاظ کا چناؤ کرتے جو محسن انسانیت ﷺ نے آپ کو اور مجھے سکھلائے ہیں...... یعنی:

جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا (اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین جزا دے)

دیکھو! کیسی مٹھاس ہے رسول اللہ ﷺ کے سکھائے ہوئے ان موتیوں جیسے خوبصورت دعائیہ الفاظ میں...... جبکہ کتنا روکھا پن ہے غیروں کی نقالی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے اعراض میں...... پھر ان الفاظ کی ادائیگی سے آپ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا اجر بھی ملتا اور کسی مسلمان بھائی کی تعریف کا حق بھی ادا ہو جاتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے ساتھ نیکی کی جائے...... پھر وہ نیکی کرنے والے کے لیے یہ دعا کرے ''جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا'' تو اس نے اس کی تعریف کا حق ادا کر دیا'' (ترمذی: ۲۰۳۵)

دوسری بات......

ہمارے معاشرے کا یہ عام وطیرہ ہے کہ وقت دوپہر کا ہو یا رات کا...... جب بھی مہمان سے پوچھا جائے ...... ''محترم کھانا کھائیں گے''......؟ جواب ملتا ہے...... ''نہیں! مجھے بھوک نہیں ہے''...... حالانکہ اگر طلب ہو اور اس کے باوجود کہہ دیا جائے کہ بھوک نہیں ہے یا طلب نہیں ہے تو نامۂ اعمال میں ایک جھوٹ لکھا جاتا ہے''۔

''مفتی صاحب! بس کریں...... اللہ کے واسطے ہر بات پہ فتویٰ نہ جڑ دیا کرو...... میں تو تنگ آچکا ہوں تمہاری اس فتویٰ بازی سے...... میرا گمان تھا کہ شاید اب تمہیں کچھ سمجھ آچکی ہو گی...... مگر تمہاری سُوئی اب بھی وہیں اٹکی ہوئی ہے...... یونیورسٹی میں بھی سارا دن تمہارا یہی کام تھا...... وہاں بھی تم نے ہر وقت تیر کمان میں کسا ہوتا تھا...... جونہی کوئی نظر آیا تم نے اسے چھوڑ دیا...... نشانے پہ لگے نہ لگے تمہیں اس سے کوئی سروکار نہیں...... بھلا اس میں جھوٹ والی کون سی بات ہے...... اللہ سے ڈرو اور کراماً کاتبین بننے کی کوشش نہ کرو۔''

''حمزہ بھائی! یہ فتویٰ تو ہے...... مگر میرا نہیں......

> سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس کھانا لایا گیا تو ہم پر بھی پیش کیا گیا...... ہم نے کہا ''ہمیں طلب نہیں ہے''...... تو آپ ﷺ نے فرمایا ''تم بھوک اور جھوٹ کو جمع تو نہ کرو''۔ (ابن ماجہ: ۳۲۹۸)

اب جھوٹ بول کر گناہ بھی کمایا اور بھوکے بھی رہے...... پھر پوری ڈھٹائی کیساتھ اس جھوٹ کو خودداری، وضع داری، رکھ رکھاؤ اور آداب (Etiquettes) کا نام دے کر فخر محسوس کرتے ہیں...... اکثر گھر آکر جگہ جگہ میزبان کو برا بھلا کہنا، کوسنا اور اس کی نیت پر شک کرنا...... ''کیسے گھٹیا لوگ ہیں...... ایک مرتبہ پوچھ کر ہی خاموش ہو جاتے ہیں...... ان کی کھانا کھلانے کی نیت ہی نہیں ہوتی''۔

''مولانا صاحب! تقریر بند کریں اور یہ بتائیں کہ ایسے موقع پر کیا کہنا چاہیے''......؟

''حمزہ بھائی! طلب ہو تو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ بھوک نہیں ہے یا طلب نہیں ہے...... بلکہ کہنا چاہیے کہ طلب تو ہے مگر میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ یا امی ابو کے ساتھ کھانا کھاؤں گا...... تا کہ بندہ جھوٹ سے بچ جائے...... مگر یہ بات بھی سچ ہونی چاہیے۔

اسی طرح کا ایک اور جھوٹ جو ہمارے گھروں میں غیر شعوری طور پر کثرت سے بولا جاتا ہے......اور اکثر آپ نے بھی دیکھا ہوگا...... چھوٹے بچے کو منانا ہو یا اپنے پاس بلانا ہو......تو امی جان یا ابو جان اپنا دایاں ہاتھ اس کی طرف بڑھا کر مٹھی بند کر کے کہتے ہیں۔

''منّے! یہ لو گاڑی کی چابی''......''آؤ میرا بیٹا! یہ لو چاکلیٹ''......

''آؤ میرے پاس! میں اپنی لاڈلی بیٹی کو ٹافی دوں گی''......

حالانکہ ہاتھ میں کچھ نہیں ہوتا......اس پر بھی ہمارے کھاتے میں جھوٹ لکھا جاتا ہے''۔

''ذیشان بھائی......نکتہ چینی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے......میں نہیں مانتا کہ ماں باپ کا جھوٹ لکھا جاتا ہو''۔

''حمزہ بھائی آپ کو ماننا پڑے گا......

سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف فرما تھے......اسی دوران میری امی نے مجھے بلایا......''آؤ بیٹا! میں تمہیں چیز دوں گی''......تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا......''تم نے اسے کیا چیز دینے کا ارادہ کیا تھا''......انہوں نے کہا......''میں اسے ایک کھجور دینے کا ارادہ رکھتی تھی''......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''یقین جانو! اگر تم اسے نہ دیتیں تو تمہارے اعمال نامہ میں ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔(ابوداؤد:۴۹۹۱)

حمزہ بھائی! دیکھ لو رسول اللہ ﷺ نے اس جھوٹ کا فوری نوٹس لیا اور اسی وقت اصلاح فرما دی......حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ تربیت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔

پھر کچھ جھوٹ ایسے بھی ہیں جو ہم خود اپنی نگرانی میں بچوں کو سکھا رہے ہیں......اور وہ باقاعدہ ہمارے گھروں میں پروان بھی چڑھ رہے ہیں۔

باہر سے گھنٹی بجی......اندر بچے کے کان میں آہستہ آواز سے......''بیٹا! کوئی میرا پوچھے تو کہہ دینا......ابو گھر پر نہیں یا سوئے ہوئے ہیں''......کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض غیر تربیت یافتہ بچے باہر آ کر معصومیت سے کہہ دیتے ہیں......''انکل......ابو کہتے ہیں میں گھر پر نہیں ہوں......یا......میں سویا ہوا ہوں''۔

ایسے ہی ایک گھر کی گھنٹی بجی...... والد صاحب نے اوپر والی منزل کی کھڑکی سے "منہ" باہر نکالا اور جلدی سے پیچھے ہٹ گئے...... تھوڑی دیر بعد ایک چھوٹا سا بچہ باہر نکلا...... "انکل...... پاپا تو ابھی ابھی مارکیٹ گئے ہیں"...... انکل نے پیار سے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا، اور کہا...... "بیٹا! جب ابو آئیں تو انہیں میرا سلام عرض کرنا اور یہ پیغام دینا کہ آئندہ جب بھی مارکیٹ جائیں "منہ" ساتھ لے کر جائیں۔"

اچھا بھلا تندرست بچہ...... ماما! میں نے آج سکول نہیں جانا"...... "ماں صدقے واری جائے...... اس میں پریشان ہونے والی کون سی بات ہے...... مُنّے کے ابا...... ذرا کاغذ پر دو چار لائنیں لکھ دیں کہ کل رات سے اسے سخت بخار ہے...... لہٰذا آج سکول حاضر ہونے سے قاصر ہے...... مہربانی فرما کر ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائیں۔"

ایک یہ ماں ہے اور ایک وہ ماں تھی...... جو دین کا علم حاصل کرنے کے لیے اپنے بچے کو ایک قافلے کے ہمراہ بغداد روانہ کر رہی ہے...... راستے غیر محفوظ تھے...... ماں نے احتیاطاً چالیس اشرفیاں بچے کی بنیان کے اندر سی دیں تا کہ محفوظ رہیں اور چور ڈاکو نہ لوٹ لیں...... اتفاق سے ابھی سفر کی دو منزلیں ہی طے ہوئی تھیں کہ ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے رات کی تاریکی میں قافلے پر حملہ کر کے خوب لوٹا...... ایک ڈاکو اس بچے کے پاس آیا...... "لڑکے! تیرے پاس بھی کچھ ہے"......؟ "ہاں! میرے پاس چالیس اشرفیاں ہیں"...... "کدھر ہیں"......؟ "بنیان کے اندر"...... سلائی ادھیڑ کر گنی گئیں تو پوری چالیس...... ڈاکو بہت حیران ہوا اور بچے کو اپنے سردار کے پاس لے آیا...... سردار نے کہا...... "بیٹا! تیری ماں نے تو اشرفیاں اس لیے سی تھیں کہ محفوظ رہیں...... اگر تو چاہتا تو آسانی کے ساتھ انہیں بچا سکتا تھا"...... بچے نے معصومیت سے جواب دیا...... "آپ کی بات بھی ٹھیک ہے مگر میری ماں نے مجھے چلتے وقت ایک نصیحت کی تھی...... بیٹا! حالات کیسے بھی ہوں...... جھوٹ نہ بولنا"...... یہ جواب سن کر ڈاکوؤں کا سردار اتنا متاثر ہوا کہ اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل آئے...... کہ یہ ایک بچہ ہو کر اپنی ماں کا اتنا فرماں بردار ہے اور میں بڑا ہو کر اپنے رب کا اتنا نافرمان...... اس نے اپنے ساتھیوں سمیت اس کام سے توبہ کر لی...... اور لوٹا ہوا سارا مال واپس کر دیا...... اللہ کی توفیق سے یہ بچہ بڑا ہو کر کیا بنا......؟ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔

کاش...... آج بھی مائیں اپنے بچوں کو سکول بھیجتے ہوئے یہ نصیحت کریں......
''بیٹا! رسول اللہ ﷺ کی سکھلائی ہوئی دعا پڑھ کر نکلنا اور حالات کیسے بھی ہوں...... جھوٹ نہ بولنا......'' یقیناً سچ کی برکت سے اللہ رب العزت ہمارے بچوں کو بھی ایک اچھا انسان اور ایک باکردار مسلمان بنا دے گا۔ (آمین)

دن کا آغاز جھوٹ سے

صبح نماز کے لیے اٹھاتے وقت: ''ہائے میرے اللہ...... نماز کا وقت نکل گیا...... جلدی سے اٹھ جاؤ...... باہر دیکھو دن چڑھا ہوا ہے'' ...... (باہر ابھی اندھیرا ہے اور نماز کا وقت بھی نہیں نکلا)
اتوار کو صبح 9 بجے: ''ماما! بھوک لگی ہے...... جلدی سے ناشتہ بنا دیں'' ...... ''ایک تو تمہیں ہر وقت بھوک لگی رہتی ہے...... دن تو چڑھ لینے دو''۔
صبح سکول کے لیے اٹھاتے وقت: ''منّے اب اٹھ بھی جاؤ...... دیکھو! سات بج گئے ہیں''...... مُنّا صاحب آنکھیں ملتے ہوئے گردن موڑ کر گھڑی کی طرف دیکھتے ہیں...... گھڑی پہ چھ بجے ہیں۔
روزانہ دوکان یا دفتر جاتے وقت: ''پیارے بچو! شام کو تیار رہنا...... آج ضرور سب کو پارک لے کر جاؤں گا'' ...... مگر............
ہر دفعہ باہر جاتے وقت: بس دو منٹ انتظار کریں! میں ابھی آیا...... مگر............۔

اس قسم کی باتوں سے والدین کو مکمل اجتناب کرنا چاہیے اور یہ بات ہر وقت نگاہ میں رکھنی چاہیے کہ موجودہ دور کے بچوں کو اللہ تعالیٰ نے عقل وشعور کی بہت زیادہ صلاحیتوں سے نواز رکھا ہے...... آج کل کے بچے بہت چھوٹی عمر میں ہی سچ اور جھوٹ میں تمیز کر لیتے ہیں...... اگرچہ وہ ازراہ ادب شرم وحیا کے باعث اپنے والدین کو جھوٹا کہنے کی جرأت نہیں کرتے۔

بچوں کی ذہانت سے یاد آیا...... ابھی کچھ عرصہ پہلے ہمارے سکول میں پلے گروپ کا ایک بچہ...... جس کی عمر تقریباً 3 سال ہو گی...... کلاس میں رو رہا تھا...... ٹیچر نے اسے بہلانے کی بہت کوشش کی مگر وہ چپ نہ ہوا...... تنگ آکر وہ اسے پرنسپل آفس لے آئیں...... پرنسپل صاحبہ نے اپنی میز پر پڑے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور بچے سے اس کے ابو

کا موبائل نمبر پوچھا...... بچے نے روتے روتے نمبر بتایا...... پرنسپل نے یونہی چند بٹن دبائے اور بات شروع کر دی...... ''السلام علیکم...... عبداللہ کے پاپا بول رہے ہیں...... محترم عبداللہ کب سے رو رہا ہے...... پلیز! جلدی سے آ کر اسے لے جائیں'' ...... وہ چھوٹا سا بچہ اپنی ننھی منی ہتھیلیوں سے آنکھوں کو ملتے ہوئے بولا ''میڈم! مجھے پتا ہے آپ جھوٹ بول رہی ہیں...... زیرو تو آپ نے ملایا ہی نہیں''۔

اللہ اکبر...... اتنے چھوٹے بچے نے دور کھڑے اندازہ لگا لیا کہ پرنسپل صاحبہ کی انگلی ڈائل کے نچلے حصے کی طرف گئی ہی نہیں۔

اب ان بچوں کے متعلق یہ کہنا کہ ابھی چھوٹے ہیں یا ناسمجھ ہیں...... نہیں...... اللہ جانتا ہے! آج کل کے بچے بہت ذہین ہیں...... اس لیے والدین اور اساتذہ کی ذمہ داری ہے کہ انہیں چھوٹی عمر سے ہی سچ اور جھوٹ میں فرق...... سچ کے فوائد اور جھوٹ کے نقصانات کے متعلق آگاہی دیں...... اور خود مکمل احتیاط برتیں کہ بچوں کے سامنے کبھی بھی جھوٹ نہ بولیں۔ بلکہ چھوٹے بچوں کو جھوٹ سے نفرت دلانے کے لئے پوچھا جائے......

''بیٹا! کیا تم پسند کرو گے کہ تمہیں کوئی منافق کہہ کر پکارے'' ...... ''نہیں امی جان! میں تو کبھی بھی پسند نہیں کروں گا'' ...... ''تو بیٹا! پھر یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ جھوٹ بولنا منافق کی نشانی ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''منافق کی تین نشانیاں ہیں...... ① جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے...... ② اور جب وعدہ کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے اور ③ جب اسے امانت سونپی جائے تو اس میں خیانت کرتا ہے۔ (بخاری: ۳۳)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے...... ''آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور اس کے دل پر سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے...... یہاں تک کہ سارا دل کالا ہو جاتا ہے...... تو وہ اللہ کے ہاں جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔'' (موطأ امام مالک: ۱۸)

بچوں میں فکر پیدا کرنے کے لیے یہ حدیث سنانے کے بعد ضروری ہے کہ ان کے سامنے تھوڑی سی وضاحت کی جائے...... ''پیارے بچو! دیکھو اللہ کا کتنا بڑا کرم ہے کہ ہمارا دل کسی کو نظر نہیں آتا...... سینے کے اندر رہتا ہے...... اور پھر ہم نے اوپر کپڑے بھی پہنے

ہوتے ہیں...... اللہ نہ کرے...... اگر جھوٹ بولنے سے اسی وقت جھوٹ بولنے والے کا چہرہ کالا سیاہ ہو جاتا...... تو آج ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے...... شرمندگی کی وجہ سے سارا دن گھر سے باہر نہ نکلتے...... یہ تو اس عیبوں پر پردہ ڈالنے والے اور گناہوں کو معاف کرنے والے رب کی رحمت ہے کہ جس نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی اُمت کی لاج رکھ لی اور ہمیں اس ذلت و رسوائی سے محفوظ رکھا۔"

مگر یہ وضاحت کون کرے گا......؟ ان معصوم بچوں کی تربیت کیسے ہوگی......؟ کیا اس ماحول میں......؟ جہاں بڑوں کا اپنا یہ حال ہو کہ...... ابھی چند دن پہلے گجرات جانے کا اتفاق ہوا...... ویگن ابھی گوجرانوالہ شہر میں تھی کہ مجھ سے اگلی سیٹ والے صاحب کے موبائل فون کی گھنٹی بجی...... انہوں نے افراتفری میں موبائل جیب سے نکالا...... اونچی آواز میں...... "ہیلو...... ہیلو... میں بس پہنچنے والا ہوں...... گاڑی اس وقت دریائے چناب کا پل پار کر رہی ہے"۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ ...... اتنا بڑا جھوٹ بولتے ہوئے اس اللہ کے بندے کو ذرا شرم محسوس نہ ہوئی کہ میرے آس پاس چھوٹے بڑے سبھی سن رہے ہیں...... یہ میرے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے......؟ میں سوچنے لگا اللہ نہ کرے...... ابھی کوئی حادثہ پیش آ جائے اور موت واقع ہو جائے تو اتنے سارے گواہوں کی موجودگی میں آخری کلام...... جھوٹ...... پھر گجرات والے صاحب کیا سوچیں گے کہ یہ تو دریائے چناب کا پل پار کر رہا تھا...... حادثہ گوجرانوالہ میں کیسے ہوا...... آخری گواہی...... کیسا جھوٹا آدمی تھا"......؟

ایک سرکاری افسر ویگن پر لاہور جا رہے تھے...... شکل وصورت سے ماشاءاللہ پڑھے لکھے اور بھلے آدمی...... راستے میں بڑے خوبصورت انداز میں وعظ ونصیحت...... قرآن و حدیث کے حوالے...... شخصیت انتہائی متاثر کن...... مگر افسوس! جونہی ویگن مرید کے کے قریب پہنچی...... ان کے موبائل کی گھنٹی بجی...... سلام کے بعد فرمانے لگے...... معذرت چاہتا ہوں...... آج میرا لاہور آنے کا کوئی پروگرام نہیں...... اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن...... ایک جملے نے ساری وعظ ونصیحت اور شخصیت کو مسخ کر کے رکھ دیا...... پھر اللہ نہ کرے ابھی کوئی حادثہ پیش آ جاتا...... اور واقعی لاہور جانا نصیب نہ ہوتا...... بلکہ اب تو لوگ جھوٹ بولنے سے پہلے ان شاءاللہ، ماشاءاللہ اور الحمدللہ بھی کہہ لیتے ہیں...... تاکہ کوئی شک وشبہ نہ رہے۔

"مولانا صاحب...... آپ نے باری باری کر کے ساری دنیا کے جھوٹ گنوا ڈالے...... میری برداشت اور تحمل دیکھو کہ خاموشی سے سنتا رہا اور تسلیم بھی کرتا رہا...... مگر میرے کان یہ سننے کے لئے ترس گئے کہ شاید...... حضرت صاحب اس جھوٹ کا بھی تذکرہ کریں گے جو جناب کی برادری کے لوگ منبر رسول ﷺ پر باوضو کھڑے ہو کر...... باقاعدہ قرآن کریم سامنے رکھ کو بولتے ہیں"......

"برادران اسلام! بس آخری حدیث سنا کر میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں"......

پھر...... چل سو چل...... آدھا گھنٹہ طے کر کے دو دو گھنٹے تک مائیک کی جان نہ چھوڑنا...... یہ کون سا سنت طریقہ ہے......؟ سامعین تو کسی فتویٰ کے ڈر سے بولنے کی جرات نہیں کرتے...... مگر بے چارے سپیکر تنگ آ کر احتجاجاً شور مچانا شروع کر دیتے ہیں...... اور ان کا چیخنا چلاّنا دیکھ کر اچھے بھلے مضبوط اعصاب والوں کے دل دہل جاتے ہیں...... مگر علامہ صاحب! جوش خطابت میں مست...... ان کی صحت شریف پر کوئی اثر نہیں۔

اللہ کی قسم! میں اس اجتماع میں موجود تھا...... جہاں پنڈال میں بمشکل پانچ سو کے قریب افراد ہوں گے...... کچھ ہی دیر بعد ملک کی ایک نامور بلکہ انٹرنیشنل شخصیت سٹیج پر جلوہ افروز ہوئی...... حمد وثناء اور درود وسلام کے بعد...... دونوں بازو فضا میں لہراتے ہوئے بڑے جوشیلے انداز میں...... "الحمدللہ! لاکھوں انسانوں کا یہ ٹھاٹھیں مارتا سمندر"......

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ...... جس خطاب کا آغاز ہی اتنے بڑے جھوٹ سے ہو...... کیا اس میں کوئی تاثیر...... کوئی برکت ہو گی......؟ پھر اس سے بڑا ظلم کہ اپنی دوکانداری چمکانے...... مجمع کو خوش کرنے...... اپنی واہ واہ اور بلّے بلّے کروانے کے لئے جھوٹی اور من گھڑت روایات پیش کر کے بھولے بھالے لوگوں کو گمراہ کرنا۔

اب جناب جرات کا مظاہرہ کریں اور بتائیں...... کیا ان پر بھی کوئی فتویٰ لاگو ہوتا ہے......؟ کیا ان لوگوں کی بھی گرفت ہو گی یا انہیں اپنا سمجھ کر چھوڑ دیا جائیگا......؟ ایمانداری سے بتانا...... بازار میں کریانہ یا سبزی کی دوکان پر بیٹھ کر جھوٹ بولنے والا ایک ان پڑھ دوکاندار...... اور منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر قرآن وحدیث کو جاننے کا دعوے دار...... کیا گناہ میں دونوں برابر ہوں گے......؟ کیا انہیں دوہرا عذاب نہ دیا جائے گا"......؟

حمزہ بھائی! آپ بجا فرما رہے ہیں...... یہ کوتاہیاں بہر حال موجود ہیں...... اور ایسے لوگ تھوڑے ہونے کے باوجود دین اور دین دار حضرات کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں اور دعوت کے کام میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں...... رہا جھوٹی اور موضوع روایات پیش کرنے والا معاملہ تو اس حدیث کو پڑھنے کے بعد دعا ہی کی جا سکتی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے حال پر رحم فرمائے اور انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔

”زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ ”آپ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر ساتھیوں کی طرح حدیث بیان نہیں کرتے“ تو انہوں نے فرمایا ”جب سے میں نے اسلام قبول کیا...... میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوا...... لیکن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی تھی کہ ”جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے تو وہ یقین کر لے کہ اس کا ٹھکانہ آگ (جہنم) ہے۔“ (صحیح بخاری:۱۰۷)

حمزہ بھائی! میں یہ واقعہ بھی بیان کیے بغیر نہیں رہوں گا جو ہے تو طویل مگر...... کاش میں اسے دنیا بھر کے مسلمانوں اور حکمرانوں تک پہنچا سکوں...... اور شاید کوئی غور و فکر کرے۔ ”جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روم کے بادشاہ (ہرقل) کو ایک خط بھیجا...... جس میں اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی تو اس وقت قریش کا ایک قافلہ ملک شام تجارت کے لیے گیا ہوا تھا۔ ہرقل نے قافلے کے لوگوں کو اپنے دربار میں بلایا...... اس وقت اس کے گرد روم کے بڑے بڑے سرکردہ لوگ تھے...... پھر اس نے اپنے ترجمان کو بھی بلا لیا...... اور کہا ”یہ شخص جو اپنے آپ کو نبی سمجھتا ہے...... تم میں سے کون اس سے سب سے زیادہ قریبی نسبی تعلق رکھتا ہے......؟ ابوسفیان نے کہا (جو اس وقت مسلمان نہ تھے) ”میں اس کا سب سے زیادہ قریب النسب ہوں“۔

ہرقل نے کہا ”اسے میرے قریب کر دو اور اس کے ساتھیوں کو بھی قریب کر کے اس کی پشت کے پاس بٹھا دو“...... اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا...... میں اس شخص سے اس آدمی کے متعلق سوال کروں گا...... اگر یہ جھوٹ بولے تو تم لوگ اسے جھٹلا دینا...... ابوسفیان کہتے ہیں ”اللہ کی قسم! اگر جھوٹ بولنے کی بدنامی کا خوف نہ ہوتا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یقیناً جھوٹ بولتا۔“

ہرقل: ''اس کا نسب کیسا ہے''......؟

ابوسفیان: ''وہ اونچے نسب والا ہے۔''

ہرقل: ''کیا یہ بات اس سے پہلے بھی کسی نے کہی تھی''......؟

ابوسفیان: ''نہیں۔''

ہرقل: ''کیا اس کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہے''......؟

ابوسفیان: ''نہیں۔''

ہرقل ''بڑے لوگوں نے اس کی پیروی کی ہے یا کمزوروں نے''......؟

ابوسفیان: ''کمزوروں نے''۔

ہرقل: ''یہ لوگ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں''......؟

ابوسفیان: ''نہیں بلکہ بڑھ رہے ہیں''۔

ہرقل: ''کیا اس دین میں داخل ہونے والا کوئی شخص اس دین سے برگشتہ ہو کر مرتد بھی ہوتا ہے''......؟

ابوسفیان: ''نہیں۔''

ہرقل: ''اس نے جو بات کہی ہے کیا اسے کہنے سے پہلے اُس پر جھوٹ کی تہمت لگی؟''

ابوسفیان: ''نہیں''

ہرقل: ''کیا وہ بد عہدی کرتا ہے''......؟

ابوسفیان: ''نہیں......البتہ ہم اس وقت اس کے ساتھ صلح کی ایک مدت گزار رہے ہیں معلوم نہیں وہ کیا کرے گا''۔ (صرف یہ بات میں اپنی طرف سے شامل کر سکا)

ہرقل: ''کیا تم لوگوں نے اس کے ساتھ جنگ کی ہے''......؟

ابوسفیان: ''جی ہاں''......!

ہرقل: ''تو تمہاری اور اس کی جنگ کیسی رہی''......؟

ابوسفیان: ''جنگ ہمارے دونوں کے درمیان برابر کی چوٹ ہے......وہ ہمیں زک پہنچا لیتا ہے اور ہم اسے زک پہنچا لیتے ہیں''۔

ہرقل: ''وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے''......؟

ابوسفیان: ''وہ کہتا ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو...... اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو...... تمہارے باپ دادا جو کچھ کہتے تھے اس کو چھوڑ دو...... اور وہ ہمیں نماز، سچائی، پرہیز گاری، پاک دامنی اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔''

ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا تم ابوسفیان سے کہو میں نے تم سے اس شخص کے نسب کے بارے میں پوچھا...... تم نے بتایا وہ اونچے نسب کا ہے اور دستور یہی ہے کہ رسول اپنی قوم کے اونچے نسب میں بھیجے جاتے ہیں۔

اور میں نے دریافت کیا...... یہ بات اس سے پہلے بھی تم میں سے کسی نے کہی تھی...... تم نے بتلایا نہیں...... میں کہتا ہوں اگر یہ بات اس سے پہلے کسی اور نے کہی ہوتی تو میں کہتا یہ شخص ایک ایسی بات کی نقالی کر رہا ہے جو اس سے پہلے کہی جا چکی ہے۔

میں نے کہا اس کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ گزرا ہے......؟ تم نے بتلایا نہیں...... میں کہتا ہوں اگر اس کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو میں کہتا یہ شخص اپنے باپ دادا کی بادشاہت کا طالب ہے۔

میں نے دریافت کیا...... جو بات اس نے کہی ہے اسے کہنے سے قبل تم لوگ اسے جھوٹ سے متہم کرتے تھے......؟ تم نے کہا نہیں...... میں اچھی طرح جانتا ہوں ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگوں پر تو جھوٹ نہ بولے اور اللہ پر جھوٹ بولے۔

میں نے یہ بھی دریافت کیا...... بڑے لوگ اس کی پیروی کر رہے ہیں یا کمزور......؟ تم نے بتلایا کمزوروں نے اس کی پیروی کی ہے...... اور حقیقت یہی ہے کہ ایسے لوگ ہی رسولوں کے پیروکار ہوتے ہیں۔

میں نے پوچھا...... کیا اس دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی برگشتہ ہو کر مرتد بھی ہوتا ہے......؟ تم نے بتلایا نہیں...... حقیقت یہ ہے...... ایمان کی بشاشت جب دلوں میں جاگزیں ہو جائے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

میں نے دریافت کیا...... وہ بدعہدی کرتا ہے......؟ تم نے بتلایا نہیں...... رسول ایسے ہی ہوتے ہیں...... وہ بدعہدی نہیں کرتے۔

میں نے یہ بھی پوچھا...... وہ تمہیں کس چیز کا حکم دیتا ہے...... تم نے بتلایا وہ تمہیں اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے کا حکم دیتا ہے...... بت پرستی سے منع کرتا ہے اور نماز، سچائی، پرہیزگاری اور پاکدامنی کا حکم دیتا ہے''۔

''لہٰذا جو کچھ تم کہہ رہے ہو...... اگر یہ برحق ہے تو وہ عنقریب میرے اس تخت بادشاہت کے بھی مالک بن جائیں گے...... اور مجھے یقین تھا وہ تشریف لانے والے ہیں...... لیکن میں نہیں سمجھتا تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے...... پس اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں آپ تک پہنچ سکوں گا تو میں ضرور آپ سے ملنے کی کوشش کرتا...... اور اگر میں آپ کے پاس پہنچ جاتا...... تو میں آپ ﷺ کے قدم دھوتا''۔ (بخاری: ۷ مسلم: ۴۷۰)

دیکھو...... ابوسفیان نے کفر کی حالت میں بھی سچ سے کام لیا...... جھوٹ سے گریز کیا اور جھوٹ بولنے کے داغ کو اتنا برا سمجھا کہ اپنے اور اپنے باپ دادا کے دین کو جھوٹا ثابت ہونا قبول کر لیا لیکن اپنی شخصیت پر جھوٹ کا داغ گوارا نہیں کیا۔

اب یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک مسلمان...... نبی مکرم ﷺ کا اُمتی...... بات بات پہ جھوٹ بولے اور بڑے فخر سے یہ دعویٰ بھی کرے...... الحمدُ للہ...... اہل حدیث ہوں...... ماشاءاللہ...... اہل سنت ہوں۔

حمزہ بھائی! میں نے آپ کا بہت وقت لیا...... اللہ جانے دوبارہ ملاقات کب ہو...... اس لئے رسول اللہ ﷺ کا ایک اور فرمان سن لو...... شاید کوئی عبرت پکڑے اور یہ بات میرے اور آپ کے لئے توشۂ آخرت بن جائے...... مگر حدیث پیش کرنے سے پہلے......

ہمارے گھروں کی صورت حال

سکرین پر ایک ڈراؤنا سا منظر دکھایا جا رہا ہے...... مخالف گروہ...... چہروں پر نقاب...... ہاتھوں میں اسلحہ...... دہشت...... توڑ پھوڑ...... مار کٹائی...... انتقامی کارروائی...... بچے کا اغواء...... ماں کی آہ و بکا۔

سکرین کے سامنے بیٹھی خواتین رو رہی...... دوپٹے بھیگے ہوئے...... بچے سہمے ہوئے...... ہر طرف سے شُوں شُوں اور ناک صاف کرنے کی آوازیں...... رو رو کر آنکھیں سرخ...... اس کے باوجود کہ سب جانتے ہیں کہ یہ صرف ایک ڈرامہ ہے...... فرضی کہانی

ہے...... جھوٹ کا پلندہ ہے...... اس کے باوجود سب اتنا اثر لیتے ہیں کہ ہر طرف سناٹا...... چھوٹے بڑے سبھی افسردہ۔

میری بہنو...... بھائیو اور پیارے بچو...... آئیں میں آپ کو ایک ایسا ڈراؤنا اور خوفناک منظر دکھاتا ہوں...... جو حقیقت پر مبنی ہے...... بالکل سچا...... اس امید پر کہ شاید یہ منظر دیکھ کر کسی آنکھ سے آنسو نکل آئے...... شاید کسی بہن کا دوپٹہ بھیگ جائے...... شاید بچے سہم جائیں...... شاید کوئی سچی توبہ کر لے...... یہ منظر پیش کرنے سے پہلے یہ بھی بتاتا چلوں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے جو اعزازت بخشے ہیں...... ان میں سے ایک اعزاز یہ ہے کہ رسولوں کا خواب بھی اللہ کی وحی ہوتا ہے...... یعنی نبیوں کے خواب سچے اور برحق ہوتے ہیں...... آیئے دیکھتے ہیں۔

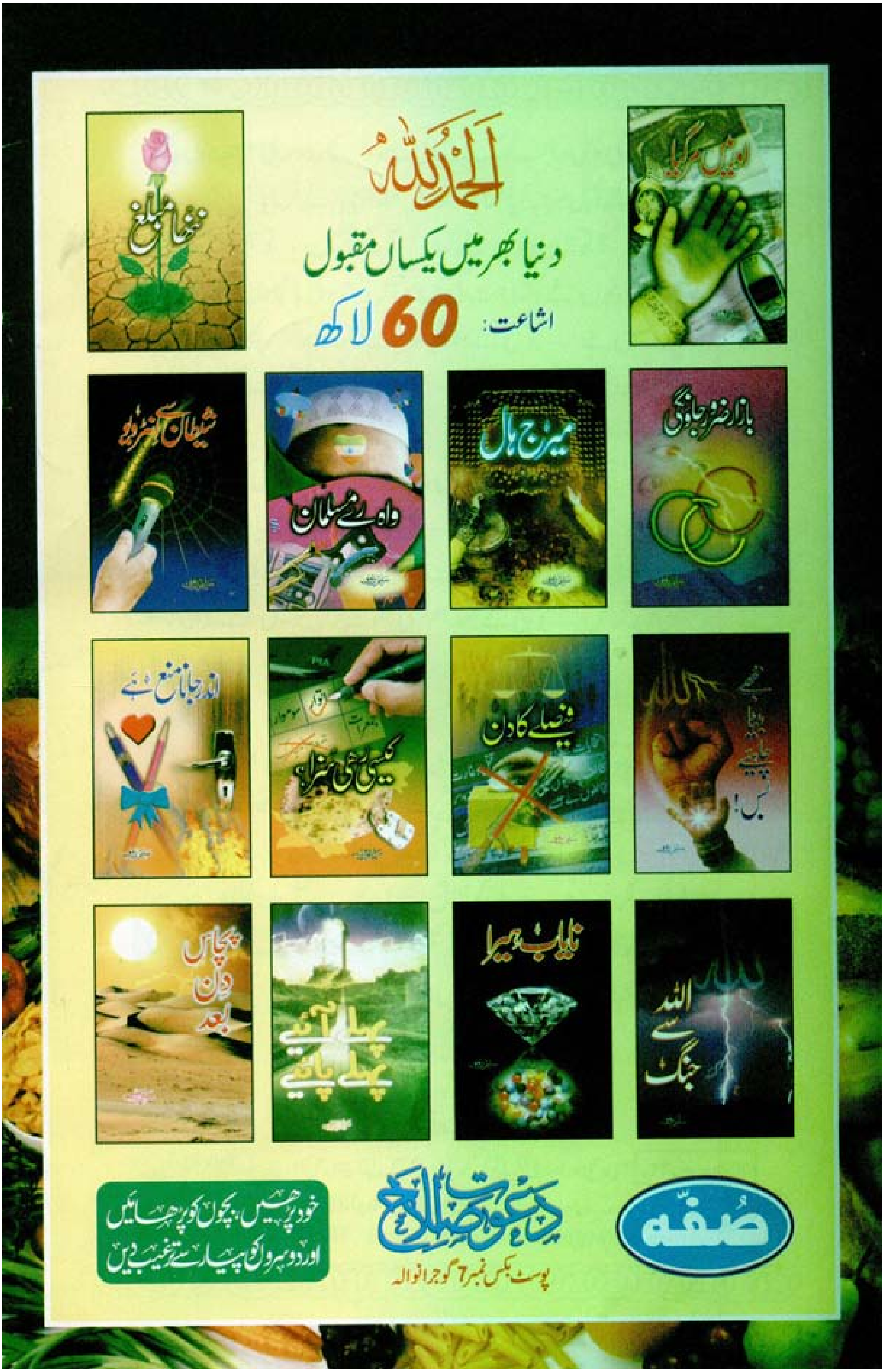
حضرت سَمُرہ بن جُندُب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر پوچھتے ''آج رات تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے''......؟ اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ اسے بیان کرتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعبیر فرما دیتے...... پھر ایک دن آیا...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب معمول یہی سوال کیا تو ہم نے جواب دیا...... ''نہیں...... ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا''...... تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... ''لیکن آج رات میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ دو آدمی میرے پاس آئے...... انہوں نے میرے ہاتھوں کو پکڑا اور مجھے ارض مقدسہ میں لے گئے...... وہاں میں نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور ایک آدمی اس کے پاس کھڑا ہے...... جس کے ہاتھ میں ایک مِہمیز (لوہے کی ٹک) ہے...... وہ اس کے چہرے کی ایک جانب آتا ہے...... اس مہمیز کو اس کی ایک باچھ میں (گال کے اندر) داخل کرتا ہے...... پھر اس کی باچھ (کھینچ کر) اس کی گدّی (سر کے پچھلے حصہ) تک پھاڑ دیتا ہے...... پھر اسی طرح اس کی ناک کو اس کی گدّی تک اور اس کی آنکھ کو اس کی گدّی تک...... پھر وہ دوسری جانب آ جاتا ہے...... اور اس کے ساتھ وہی کچھ کرتا ہے...... جو اس کی پہلی جانب کیا تھا اور دوسری جانب سے ابھی فارغ

نہیں ہوتا کہ اس کی پہلی جانب ٹھیک ہو جاتی ہے...... پھر دوسری مرتبہ وہی کچھ کرتا ہے...... جو کچھ پہلی مرتبہ کیا تھا...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... میں نے پوچھا یہ کیا ہے......؟ تو ان دونوں نے کہا...... آگے چلیں...... تو ہم آگے چلے گئے...... پھر ان دونوں نے وضاحت کی کہ وہ شخص جس کی باچھوں کو چیرا جا رہا تھا...... تو یہ وہ شخص ہے...... جو صبح کے وقت گھر سے نکلتا ہے...... پھر جھوٹ بولتا ہے...... جو دور دور تک پھیل جاتا ہے...... اسے یہ عذاب قیامت تک دیا جاتا رہے گا۔ (بخاری:۱۳۸۶)

ایمان داری سے بتائیں...... کیا کوئی ماں برداشت کرے گی کہ میرے پیارے لاڈلے اور اکلوتے بیٹے کے ساتھ یہ سلوک ہو......؟ کیا کوئی باپ یہ بھیانک منظر دیکھنا گوارا کرے گا......؟ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد، عورت اور بچے کو ایسے خوفناک انجام سے محفوظ فرمائے...... آئیں عہد کریں...... آج کے بعد ہم کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے۔ (ان شاء اللہ)

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِيْ مِنَ الرِّيَآءِ
وَلِسَانِيْ مِنَ الْكَذِبِ وَعَيْنِيْ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ
خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

اے اللہ! پاک کردے میرے دل کو نفاق سے اور میرے عمل کو دکھلاوے سے اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے پس بے شک تو جانتا ہے آنکھوں کی خیانت اور سینوں کی چھپی ہوئی باتوں کو۔



الحمد للہ
دنیا بھر میں یکساں مقبول
اشاعت: 60 لاکھ
ننھا مبلغ
شیطان سے انٹرویو
واہ رے مسلمان
میرج ہال
بازار ضرور جاؤنگی
اندر جانا منع ہے
کیسی سخت سزا
فیصلے کا دن
مجھے دنیا چاہیے بس!
پچاس دن بعد
پہلے آئیے پہلے پائیے
نایاب ہیرا
اللہ سے جنگ
خود پڑھیں، بچوں کو پڑھائیں
اور دوسروں کو پیار سے ترغیب دیں
دعوت اصلاح
پوسٹ بکس نمبر 7 گوجرانوالہ
صفہ